تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی ۲۰۰۹ء

سماجی خدمت: اسلام کا تصور اور لائحہ عمل ہندوستان کے خصوصی حوالے سے (۱۸۵۷ تا حال)

مقالہ نگار: محمد اعظم شبلی۔ نگراں: پروفیسر اختر الواسع، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، فیکلٹی آف ہیومنیٹیز اینڈ لینگویجیز، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی ۔ ۲۵

تلخیص

یہ مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب "**سماجی خدمت ایک تعارف**" ہے۔ اس باب میں انسان اور سماج کے رشتوں پر گفتگو کرتے ہوئے اس بات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے کہ انسان کے لئے سماج ناگزیر ہے۔ سماج میں بعض اصول ہوتے ہیں جیسے آپسی ہمدردی، تعاون اور مدد۔ اگر کسی سماج سے یہ اصول ختم ہو جائیں تو سماج بکھر جاتا ہے۔ مذہب نے ان اصولوں کو مضبوط کرنے کے لئے اپنا گراں قدر تعاون دیا ہے۔ اس لئے سماجی خدمت کی ابتدائی شکل مذہب کی تعلیمات میں ملتی ہے۔ سماجی خدمت کے تمام ماہرین اس پر متفق ہیں کہ سماجی خدمت ایک طریقہ کار یا خدمات بہم پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ آج کے دور میں یہ عمل سماجی خدمت کے کارکن کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

سماجی خدمت کے جدید تصور کی اپنی تاریخ ہے جس کی جڑیں برطانیہ کے قرون وسطی دور میں پیوست ہیں۔ سماجی خدمت کا مقصد افراد کی ذہنی، جسمانی اور سماجی زندگی کو بہتر بنانا اور معاشی زندگی کو ترقی دینا ہے۔ جس سے کہ فرد دوسروں پر بوجھ بننے کے بجائے کارآمد شہری بن سکے۔ سماجی خدمت نے دوسرے علوم سے بھی استفادہ کیا ہے۔ سماجی خدمت کے فلسفہ کی بنیاد جمہوریت اور فلاحی معیشت پر قائم ہے۔

"**سماجی خدمت اور مذاہب عالم**" مقالہ کا دوسرا باب ہے۔ مذہب نے سماجی خدمت اور رفاہی کاموں کو انسان کی زندگی سے وابستہ کیا۔ یہودیت، عیسائیت، ہندو مت، جین مت، بدھ مت اور سکھ مت میں سماجی خدمت کے تصورات کو اس باب میں تلاش کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کتاب توریت میں کہا کہ ماں باپ کی عزت کرو، خون، زنا، چوری اور جھوٹی گواہی سے دور رہو۔ اپنی دولت سے دوسروں کی مدد کرو، پڑوسیوں کے حقوق ادا کرو، معذوروں و محتاجوں کی معاونت کرو، صدقات اور خیرات کرنا افضل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بائبل میں غریبوں، پڑوسیوں اور مریضوں کی دیکھ بھال کی تعلیم دی۔ خیرات کو اولین بتایا۔ خلوص، صداقت، محبت الٰہی، اخوت اور انسانی احساس کو زندہ کرنے کی کوشش کی۔

ہندو مت میں لوگوں کی فلاح و بہبود کو بہت اہمیت دی ہے۔ وید، پران اور گیتا میں دان اور خیرات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ گیتا میں شری کرشن جی خیرات کرنے کے فائدوں کا بیان کرتے ہیں جس کو ہندو مت کا ہر پیرو مانتا ہے۔ جین مت اہنسا اور ستیہ کا پالن کرنے پر زور دیتا ہے۔ بدھ مت میں مہاتما بدھ کے بتائے راستہ پر زور ہے۔ جس میں ظلم و زیادتی سے اجتناب کرنے اور دوسروں کے حقوق تلف نا کرنے اور ضرورت سے زیادہ مال جمع نا کرنے پر زور ہے۔ سکھ مت کے بانی گرو نانک دیو جی اور ان کے بعد کے گروؤں نے اپنے ماننے والوں کو رحم دل، قناعت پسند اور دوسروں کا خیال رکھنے والا بنانا چاہا ہے۔ سکھ مت میں سیوا سماجی خدمت کی ایک شکل ہے۔

'***سماجی خدمت کا اسلامی تصور***' مقالہ کا تیسرا باب ہے۔اس باب میں اسلام جس طرح کا معاشرہ تعمیر کرنا چاہتا ہے اس کے کچھ بنیادی اصول اور خصوصیات کا ذکر ہے مثلاً اسلام نسل انسانی کی وحدت کا قائل ہے، انسانوں کے درمیان تفریق نہیں کرتا ۔وہ چاہتا ہے کہ معاشرہ میں خیر کا غلبہ اور شر کا خاتمہ ہو۔جس سے معاشرے میں بھلائی، نیکی، خیر خواہی، آپسی ہمدردی اور ایثار کے جذبات پیدا ہوں ۔سود، دھوکہ وفریب، ملاوٹ، کم تولنا، رشوت و مال جمع کرنے کو ممنوع قرار دیتا ہے، اسلام سماجی خدمت کو عبادت کے زمرے میں داخل کرتا ہے ۔وہ مانتا ہے کہ دنیا میں ہر ذی حیات چیز حتیٰ کہ پرندے اور حیوانات پر جو احسان بھی کیا جائے گا یا کوئی تکلیف بھی اس سے دور کی جائے گی وہ عبادت ہے ۔اس لئے اسلام پر امن اور تعمیر وترقی کی راہ پر گامزن دنیا کو وجود میں لانا چاہتا ہے۔

'***سماجی خدمت ہندوستانی مسلمانوں کے حوالے سے***' مقالہ کا چوتھا باب ہے اس باب میں ۱۸۵۷ء کے بعد سے تا حال کی جانے والی ان کوششوں کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو مسلمانوں نے سماجی خدمت کے حوالہ سے اس دوران انجام دی ہیں ۔اس میں اوقاف کا قیام و تنظیم، تعلیم کے لئے مدارس وجدید تعلیمی اداروں کا قیام، یتیم خانوں اور شفا خانوں و ڈسپنسریوں کی تعمیر جہاں جدید طرز کی سہولت یا تو مفت یا بہت ہی معمولی فیس لے کر فراہم کی جاتی ہیں ۔مسلمانوں نے مسافر خانے اور سرائیں بھی بنوائیں ۔امام باڑوں کا قیام و انصرام کیا، صوفیہ کرام کی خانقاہوں اور درگاہوں نے عوام کو سہولیات کی فراہمی کی ۔مسلمانوں کی اقتصادی حالت کو بہتر کرنے کے لئے مسلم فنڈ ز بھی قائم کئے ۔مسلمانوں نے ہندوستان میں بہت سی ملی تنظیمیں بنائیں جن کے ذریعہ سماجی خدمت کے کام انجام دیئے۔

'***تجاویز وخلاصہ***' مقالہ کا پانچواں اور آخری باب ہے ۔اس باب کے آغاز میں بعض تجاویز پیش کی گئی ہیں اور آخر میں مقالہ کا خلاصہ ہے ۔تجاویز کے سلسلہ میں ہے کہ آج مسلمانوں کی سماجی، معاشی اور تعلیمی پسماندگی کسی سے چھپی نہیں ہے اس پس منظر میں جو تجاویز ہیں ان میں اوقاف کی بہتر اور موثر تنظیم، بچوں کی ابتدائی اور ثانوی تعلیم پر خصوصی توجہ، مسلمان بچوں کے لئے کونسلنگ کے مراکز کا قیام، مسلمانوں کے زیر انتظام تعلیمی اداروں کا اچھا نظام، مدارس کو تعلیم کی اصل دھارا میں جوڑنے کی کوشش، مسلم محلوں و بستیوں میں چھوٹی بچت اور کوآپریٹیو سوسائیٹیوں کا فروغ، صحت اور صفائی کے تئیں بیداری اور صحت کے مراکز کا قیام اور ائمہ مساجد کی تربیت اور خطبات جمعہ کا سماجی بیداری پیدا کرنے کے لئے استعمال شامل ہے۔

مسلمان آزادی کے وقت کی اپنی حالت سے بھی کافی پیچھے چلے گئے ہیں ۔ان کی اس حالت کو سدھارنے کے اصل اقدامات مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو کرنے ہیں ۔لیکن جب تک کچھ نہیں ہوتا یا جتنا ہونا چاہئے اتنا نہیں ہوتا اس وقت تک ہندوستانی مسلمان کو حکومت کے اقدامات کی آس میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھے رہنا چاہئے ۔اپنی حالت کو درست کرنے کے لئے انہیں خود ہی آگے آنا ہوگا ۔اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ خود وہ اسے بدلنے کے لئے تیار نہ ہو۔